خلافت ومجدّدیت کے موضوع پر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ تعالیٰ

کے بصیرت افروز خطاب پر

اِس دَور کے منکرینِ خلافت کے

گیارہ (۱۱) اعتراضات

کے جواب

از

ہادی علی چوہدری

اگست 2013

فہرست

اعتراضات وجوابات	صفحہ
1:	5
2:	6
3:	7
4:	10
5:	14
6:	16
7:	18
8:	27
9:	33
10:	41
11:	43
Allegations	54

اگست 2013

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ المَوْعُوْدِ

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

احمدیہ گزٹ کینیڈا کے شمارہ ماہ مئی 2013 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک مضمون شائع ہوا۔ یہ آپؒ کا ایک خطاب تھا جو آپؒ نے مجلس خدّام الاحمدیہ پاکستان کے سالانہ اجتماع میں 6/نومبر 1977 کو ربوہ میں ارشاد فرمایا تھا۔اس میں آپؒ نے بڑی وضاحت اور جامع تفصیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافتِ احمدیہ کے دائمی ہونے کے حقیقی، عقلی، نقلی اور منطقی دلائل پیش فرمائے تھے اور ثابت فرمایا تھا کہ امّت میں مجدّدیت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی جو تشریحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی ہیں ان کے مطابق اب مجدّدیت خلافتِ راشدہ کے اعلیٰ اور ارفع قالب میں ڈھل کر قیامت تک جاری ہے اور یہی تجدید دین اور ترقی وغلبۂ اسلام کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ اپنے موقف کو واضح کرنے کے لئے آپؒ نے بعض بزرگانِ سلف کے حوالے بھی پیش فرمائے۔

چونکہ یہ ایک حقیقت تھی اور سچائی تھی جو آپؒ نے پیش فرمائی لہٰذا لازم تھا کہ حق سے بھاگنے والوں کو یہ ناگوار گزرتی۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اپنی جھوٹی تشریحات کے آئینہ میں ایسے لایعنی اعتراضات پیش کئے جن کے ہر زاویہ سے فسق اور ہر کروٹ سے نفاق کا اظہار ہوتا ہے۔انہوں نے اپنے اصل نام مخفی رکھتے ہوئے محض فرضی ناموں کے

ساتھ یہ اعتراض Email کے ذریعہ احبابِ جماعت کو بھی بھجوائے۔(یہ اعتراض اس مضمون کے آخر میں من وعن بھی پیش کئے جارہے ہیں۔) اُن کی اس منافقانہ کارروائی کے پیشِ نظر ضرورت تھی کہ اُن کے جملہ فاسقانہ اعتراضات کا ترتیب وار جواب پیش کیا جائے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ خلافتِ حقّہ احمدیہ اسلامیہ،خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ سے وابستہ جماعت احمدیہ نصوصِ قرآنیہ،احادیثِ نبویہ،تحریراتِ ائمّہ سلف و مجدّدینِ امّت ،تعلیماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور فرموداتِ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی کھلی کھلی روشنی میں آنحضرت ﷺ سے لے کر قیامت تک خلافت اور مجدّدیت کو خلافتِ مسیح موعود علیہ السلام میں یکجان اور جاری وساری یقین کرتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر مبہم تشریحات کے مطابق مجدّدیت کو خلافت میں جذب اور مٹا ہوا اور یکجا مانتی ہے۔اس سچائی پر وہ ایمان رکھتی ہے کہ اب خلافتِ مسیح موعود علیہ السلام سے جدا، متصادم یا مخالف مجدّدیت کا کوئی تصوّر موجود نہیں ہے۔

خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کی بیعت کرنے والا ہر شخص یہ بھی ایمان رکھتا ہے کہ منصبِ خلافت اور منصبِ مجدّدیت آپس میں ہرگز متضاد اور متصادم نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ کے وجود میں جمع ہوتے ہیں۔یعنی یہ ایک ہی شخص کے دو منصب ہیں جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی پیشگوئیوں اور تعلیمات کے مطابق اب قیامت تک اسی طرح جاری رہیں گے۔انشاء اللہ العزیز

اس کے بالمقابل وہ لوگ ہیں جو احکامِ الٰہیہ،احادیثِ نبویہ،تحریراتِ ائمّہ ٔسلف و مجدّدینِ امّت ،تعلیماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح خلاف صرف مجدّدیت کے

قیام کے قائل ہیں اور خلافت کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔اس طرح وہ قیامت تک جاری خلافت کے بارہ میں پیشگوئیوں کو سچا تسلیم نہیں کرتے۔ان منکرینِ خلافت کے پیش کردہ گیارہ اعتراض اوران کے علی الترتیب جواب قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

(1)

معترض کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس مسئلے پر تفصیلی بحث فرمائی ہے تو پھر آپؑ کے تیسرے خلیفہ ہونے کے دعویٰ کے باوجود چند گزشتہ سکالرز کے مبہم اقوال پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

الجواب: قرآنِ کریم کا ارشاد ہے کہ ’’فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ‘‘ (سورۃ النحل:44) اگر کسی مسئلہ کے بارہ میں کسی لاعلم کو سمجھانا ہو تو اس کے متعلق اہلِ ذکر سے معلوم کرنا حکمت کا تقاضا ہے۔اسی لئے ہمیشہ سے نقلی دلائل پیش کرنا اسلامی علمِ کلام کا بنیادی جزو ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی کی صداقت کے لئے اس اصول کو اپناتے ہوئے اپنی کتب میں امّت کے ائمّہ سلف کی تحریرات کو بار بار پیش فرمایا ہے۔قرآن کریم کے مطابق آپؑ کا طریق بھی یہی تھا کہ آپؑ نے مسائل کی وضاحت کے لئے ائمّہ سلف کے بکثرت اقتباس پیش فرمائے ہیں۔پس جو لوگ خلافت کو چھوڑ کر اس سے متصادم کسی اور موقف کو اختیار کرتے ہیں اگر وہ بزرگانِ سلف کے پُر ہدایت اقوال کو ’’some ambiguous sayings‘‘ یعنی چند مبہم اقوال قرار دیں تو ان سے سچی بات سمجھنے اور سچائی قبول کرنے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

بذاتِ خود قرآنِ کریم نے بھی گزشتہ انبیاء کے علاوہ بعض اور لوگوں کے حوالے اور اقتباس دیئے ہیں۔خلافت کے منکروں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ الزام وہ قرآن

کریم پر بھی لگائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر گزشتہ انبیاء اور دیگر بزرگوں کے حوالے اور اقتباس کیوں پیش کئے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مثلاً امام محمد طاہر گجراتیؒ کا حوالہ پیش فرمایا ہے۔ مگر یہ معترضین ہیں کہ انہوں نے مجدّد مجدّد کی رٹ لگائی ہوئی ہے اور خلافت کو چھوڑ کر اپنی موہوم مجدّدیت کے سراب کے تعاقب میں ہانپ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اس بزرگ امام محمد طاہرؒ کو دسویں صدی کا مجدّد مانا گیا ہے اور یہ معترض اس مجدّد ہی کی باتوں کو ambiguos sayings قرار دے رہے ہیں۔ اگر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس خلیفہ کی بات چبھتی تھی تو انہیں اس مجدّد کی بات تو مان لینی چاہئے تھی۔ مگر کیا کریں اس بغض و کینہ کا کہ جب اس پر قدم رکھتے ہوئے انسان ایک ہدایت سے منہ موڑتا ہے تو ہدایت کے باقی راستے بھی اپنے اوپر مسدود کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ معترض نے خلافت سے بغض پالا ہے تو ائمہ سلف اور گزشتہ مجدّدین کی سچی باتیں اور پُر ہدایت رہنمائیاں بھی انہیں مبہم اقوال (ambiguos sayings) دکھائی دیتی ہیں۔

(2)

معترض کے دوسرے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور جماعت کے مسلّمہ عقیدہ کے صریح خلاف یہ بیان دیا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد امّت میں امّتی نبی نہیں آ سکتا۔

الجواب: یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر کھلا کھلا بہتان ہے کہ آپؒ نے امت میں امتی نبوّت کی آمد سے انکار کیا تھا۔ آپؒ نے کبھی بھی اور کسی جگہ بھی ایسا بیان نہیں دیا۔ یہ مخالفین احمدیّت کا سفید جھوٹ ہے جسے 1974ء کی اسمبلی کی کارروائی کا اصل اور محفوظ

ریکارڈ بیک جنبشِ قلم ردّ کر رہا ہے۔عجیب بات ہے کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ امّت کے مسلّمہ مقدّس بزرگوں کے اقوال اور سچی رہنمائیوں کو پیش کرتے ہیں تو وہ اسے ambiguous sayings لگتی ہیں۔مگر اپنا حال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کے جھوٹ اور بہتان اسے مرغوب ہیں۔وہ جھوٹے لوگوں کے جھوٹے اقوال پیش کر کے ان کو اپنے باطل خیالات کی بنیاد بناتے ہیں۔دراصل خلافت کے منکروں کا فسق ایسا ہی ہوتا ہے۔کہتے ہیں کہ

اِذَا کَانَ الغُرَابُ دَلِیلَ قَومٍ فَیَھدِیھِم طَرِیقَ الھَالِکِینَ

کہ کوّا جس قوم کا رہنما بن جائے تو وہ انہیں لازماً ہلاکت کے راستے پر چلائے گا۔اگر یہ لوگ معاندینِ احمدیت کے بہتانوں کے پیچھے چلیں گے تو ان کی منزل اور انجام اس شعر میں معیّن اور واضح ہے۔

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں ہرگز ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔یہ آپؒ پر بہتان ہے۔یہ واقعہ بھی جھوٹوں نے اپنے پرانے طریق کے مطابق کتر بیونت کر کے پیش کیا ہے۔جھوٹے کی شناخت ہی یہ ہے کہ وہ سچ سے بھاگتا ہے اور جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔معترض کو اتنی تو سمجھ ہونی چاہئے کہ ہمیشہ سچ سے جھوٹ مٹایا جاتا ہے،جھوٹ سے سچ نہیں مٹایا جا سکتا ہے۔

(3)

معترض کا تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ’’خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔‘‘ یہاں ’’خلیفہ‘‘ کا مطلب مرتبہ ہے اور ’’مجدّد‘‘ کا مطلب اس کا عمل ہے۔جبکہ مصنف *(یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ناقل)*

نے اس بارہ میں قارئین کو خوامخواہ ابہام میں ڈالا ہے۔ جو انتہائی بُرا ہے۔

الجواب: معترض نے ملفوظات کا درجِ ذیل اقتباس پیش کیا ہے اور الزام لگایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قارئین کو confuse کیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خلافت سے وابستہ جماعت میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو یہ زیرِ بحث مضمون پڑھ کر confuse ہوا ہو۔ بلکہ سچائی پر قائم ہر مخلص قاری نے اسے پڑھ کر تسلّی اور ایمان میں پختگی پائی ہے۔ لہٰذا یہ ایک افتراء ہے جو اس نے جماعت کے افراد پر باندھا ہے اور زبان درازی ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس خلیفہ پر کی ہے۔ اس کے برعکس عملی حقیقت یہ ہے کہ وہ خود اس قدر عدمِ اطمینان اور بدحواسی کا شکار ہے کہ اسے یہ بھی علم نہیں ہے کہ جو اقتباس وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کر رہا ہے، وہی اس کے کلماتِ خبیثہ جیسے بدخیالات کو شجرۂ خبیثہ کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینک رہا ہے۔ اقتباس زیرِ بحث میں کس خوبصورتی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے منصب پر فائز خلیفہ کا کام یہ بتایا ہے کہ وہ تجدید دین کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

> ''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہا جاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

یہ کس طرح ممکن ہے کہ کسی کا Rank تو کچھ ہو اور Function کچھ اور۔ یہ معترضین ہیں جو اِن دونوں کو الگ الگ کرتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اکٹھا کر کے پیش فرمایا ہے۔ یعنی خلافت کا کام تجدید دین ہی ہے۔ آپؑ کی اس تشریح کے بعد اب ان دونوں کو یعنی تجدید کو خلافت سے اور خلافت کو تجدید سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

خلافت کا کام نبی کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔جس میں دین کی تجدید اور اس کے غلبہ کے لئے پیش رفت وغیرہ سب کام اکٹھے ہیں۔آپؑ کے ان ارشادات کے برخلاف کوئی اور تشریح لازماً قابلِ مذمّت اور قابلِ ردّ ہے۔

یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ تجدید ایک ایسا عمل ہے جو امّت کو بدعتوں،غلطیوں یا منفی پہلوؤں سے باہر نکالتا ہے اور خلافت ایک ایسا منصب ہے جو اس کام کے کرنے کے ساتھ ساتھ امّت کو مثبت سمت میں لاکر ایمان و امن،تمکنت و ترقی،عبادت اور اطاعت کے روشن راستوں پر گامزن کرتا ہے۔یہ دو الگ الگ نام نہیں ہیں،عمل کے ایک ہی تسلسل کے دو نام ہیں۔اس کے لئے کسی مثال کی ضرورت نہیں،صرف خلافت سے وابستہ جماعت اور خلافت کے منکرین کی جماعت کا عملی موازنہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔خلافت سے وابستہ جماعت کائنات کے افق تا افق چمکتی ہوئی غلبۂ اسلام کی سمت پیش رفت کر رہی ہے اور منکرینِ خلافت دین کے ہر پہلو میں تنزّل وادبار کا شکار ہیں۔ ؎

حسنِ یکجہتی صبر و وفا،ارتقا، سب نظامِ خلافت سے ممکن ہوا
منکرینِ خلافت سے پوچھو ذرا کیسے شمس وقمران پہ ڈھلتے رہے

معزّز قارئین! خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں۔چنانچہ جیسا نبی ہوتا ہے اس کا خلیفہ بھی اس کی اتباع میں وہی کام کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کے ساتھ آخری ہزار سال کے مجدّد بھی تھے۔اس لئے آپؑ کے خلفاء بھی آپؑ کی جانشینی میں مقامِ خلافتِ راشدہ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ مجدّدین کے منصب پر فائز ہیں اور وہی تجدید دین کے فرائض بھی سرانجام دیں گے۔یہ وہ تقدیر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری ہوئی ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔یہ وہ جامع تشریح ہے جو ہر صدی میں مجدّد کی ضرورت

والی حدیثِ نبویؐ کے تقاضوں کو کما حقّہٗ پورا کرتی ہے اور دوسری طرف خلافت کے تا قیامت دوام کی بھی ایک اعلیٰ دلیل ہے۔اپنے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے کسی الگ مجدد کے ساتھ تجدیدِ دین منسلک نہیں فرمائی۔ بلکہ انتہائی واضح الفاظ میں اور بڑی صفائی کے ساتھ تجدیدِ دین خلافت کے ساتھ باندھی ہے۔لہٰذا اب اس سے کوئی صدی یا اس کا سِرا خالی نہیں رہے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ

یہی مسئلہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بغیر کسی ابہام کے واضح فرمایا ہے۔آپؒ کا ایک ایک لفظ حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ واضح اور روشن حقیقتیں پیش کر رہا ہے۔

پس جو شخص اس خلافتِ راشدہ کے خلاف کھڑا ہو کر مجدّد ہونے کا مدّعی ہوگا،وہ لازماً حضرت مسیح موعودؑ کے اس صاف اور واضح موقف،آپؑ کی وصیّت اور آپؑ کے منشاء کے عین مخالف مگر قرآنی وعید ''وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' کے عین مطابق ہوگا۔

(4)

معترض کا چوتھا اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ امّت میں تیرھویں خلیفہ تھے جو چودھویں صدی کے سر پر آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ ہر صدی میں ایک ایک ہی خلیفہ ہوا ہے۔اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے عربی لفظ ''مَـــن'' سے اپنی خودساختہ دلیل کو ردّ کر دیا ہے کہ ایک صدی میں ایک سے زیادہ مجدّد ہوں گے۔کیا اس کا کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ایک احمدی حکم عدل حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو دوسروں کے مقابل پر کیوں نظرانداز کرتا

ہے؟

الجواب: کون حکَم عدلؑ کی تعلیم کونظر انداز کر رہا ہے اور کون اس کے مطابق عمل پیرا ہے؟ یہ تو ان معترضوں کی منافقانہ کارروائیوں سے ہی واضح ہے۔لیکن جہانتک ہر صدی میں مجدّد کا تعلق ہے، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اگر یہ فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تیرھویں خلیفہ تھے اور چودھویں صدی کے مجدد تھے۔تو معترض نے اس سے یہ مطلب کیسے نکال لیا ہے کہ گزشتہ ہر صدی میں ایک ایک ہی مجدد تھا۔اس کی یہ منطق اس کی ٹیڑھی سوچ کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تو حدیث نبوی کی منشاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موقف کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی صدی مجدّد سے خالی رہے۔کم از کم ایک مجدد تو ہر صدی میں ہونا ضروری ہے۔زیادہ جتنے بھی ہوں وہ سب اس حدیث میں لفظ ''مَن'' میں سموجاتے ہیں۔لیکن چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کا مدّعی مجدّدیت نہ ہونا ایک طرف تو حدیث نبوی کی سچائی کی دلیل ہے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے مجدّدیت کی صداقت کا ناقابلِ تسخیر ثبوت ہے۔چنانچہ اس سچائی کو آپؑ نے اس طرح پیش فرمایا ہے:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدّد کا آنا ضروری ہے۔اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔.........کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدّد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد3 صفحہ 178، 179)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تو شیخ محمد طاہر گجراتیؒ مجدّد دسویں صدی کے حوالہ سے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ ''مَـــن ''میں چونکہ واحد اور جمع، دونوں کا مفہوم موجود ہے۔اس لئے حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ ہر صدی میں دین کی تجدید کا کام کرنے والے بکثرت ہوں گے۔گویا ان کی جماعت ہوگی۔یہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا فرمایا ہوا نہیں ہے۔بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں بڑی وضاحت کے ساتھ کئی صفحوں پر پھیلے ہوئے مضمون میں بار بار تحریر فرمایا ہے کہ ایسے وجود امّت میں بکثرت ہوئے ہیں جو اپنی تعداد اور کاموں کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح تھے۔چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

> ''اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسیٰؑ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے......پھر یہ امّت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹک رہی ہے کیونکر ایسی بد قسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظر رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے منہ پھیر لیا۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 344)

یعنی جیسے امّتِ موسویہ میں تجدید دین کے لئے ہزارہا نبی آئے ویسے ہی امّتِ محمدیہ جو خیر الامم ہے اس میں بھی ایسے مقدّس وجود بکثرت آئے جو بنی اسرائیل کے نبیوں

والے کام کرتے تھے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ اس امّت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دینِ حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دور کریں....''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 342)

پھر گزشتہ امّتوں میں انبیاء کی بکثرت آمد کا ذکر فرما کر آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

''مجدّدوں اور روحانی خلیفوں کی اس امّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 340)

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہر صدی میں ایک مجدّد والا حوالہ بھی پیش کر دیا ہے اور بکثرت مجدّدوں والا بھی۔ چنانچہ ان مذکورہ بالا تحریروں میں آپؑ نے لفظ ''مَـــن'' ایک وجود کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے اور بکثرت کے معنوں میں بھی۔ یہ اقتباسات اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ معترضین قطعی طور پر جھوٹے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو فرمایا ہے سو فیصد سچ فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے عین مطابق فرمایا ہے۔ یہی گزشتہ مجدّدین کا اور پوری جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت قائم اور جاری ہے۔

افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے نافلۂ موعود اور آپؑ کے مقدّس خلیفہ پر زبان درازی کرنے سے پہلے اگر یہ معترض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

صرف اس آخری اقتباس ہی کو سچی آنکھ سے دیکھ لیتے تو شاید ایسی جسارت نہ کرتے۔

(5)

معترض کا پانچواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیتِ استخلاف آیتِ کریمہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کی subservient exposition ہے۔اور حدیثِ مجدّدین اس کی خادمانہ تشریح ہے۔مگر صاحبِ مضمون نے اپنے مضمون میں اس بنیادی حقیقت پر کوئی بات نہیں کی۔

الجواب: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنا بیان معترض کی باطل خواہشات کے مطابق تو تیار نہیں فرمانا تھا۔آپؒ نے تو خلافت و مجدّدیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موقف کی حقانیت اور آپؑ کی تعلیم کی سچائی کو واضح کر کے بیان فرمایا تھا۔ لیکن جو آپؒ نے کماحقہٗ بیان فرمایا ہے اور اس موضوع پر حتمی اور فیصلہ کن موقف واضح فرمایا ہے۔

قارئین کرام! معترض نے روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 338 کا جو حوالہ دیا ہے، غلط ہے۔اس صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالکل ایسا نہیں فرمایا۔البتّہ صفحہ 339 پر یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔مگر آپؑ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ آیتِ استخلاف آیتِ کریمہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کی subservient exposition ہے۔ آپؑ کا اقتباس حسبِ ذیل ہے۔

> ”پس یہ آیت (یعنی آیتِ استخلاف۔ناقل) درحقیقت اس دوسری آیت إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کیونکر

اور کس طرح ہوگی۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریمؐ کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا۔ اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔'' (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339)

اس اقتباس میں آپؑ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ آیتِ استخلاف exposition subservient ہے۔ بلکہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ اس کی تفسیر کے طور پر واقعہ ہوئی ہے۔ اس میں subservient والی کوئی بھی بات نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ ''اَلْقُرْآنُ یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا '' کہ قرآن کریم کا ایک حصہ اس کے دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے۔ یہ تفسیرِ قرآن کا بنیادی، مقدم اور اوّلین اصول ہے۔ قرآن کریم تو سارا ہی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، subservient کہہ کے کسی آیت کی تخفیف نہیں کی جاسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کا مطلب نہایت واضح ہے کہ آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا.... میں حفاظتِ قرآن کا جو کام بیان ہوا تھا، اس کی وضاحت اس آیتِ استخلاف میں کی گئی ہے کہ اس آیت میں بیان فرمودہ خلفاء کے ذریعہ یہ کام ہوگا۔ یہ بالکل واضح ہے کہ آپؑ نے اپنی اس تحریر میں خلافت ہی کو اصل قرار دیا ہے کہ اس کے ذریعہ حفاظتِ قرآن کا وعدہ بھی پورا ہوگا اور خلافت کی باقی برکتیں بھی ظاہر ہوں گی۔ آپؑ کا یہ اقتباس ایک صاف دل قاری کو مجبور کرتا ہے کہ وہ خلافت کو قبول کرے اور اس کے ذریعہ قرآن کریم کی حفاظت کے سامان کرے اور اس کی جملہ برکتوں سے فیضیاب ہو۔

معترضین کو چاہئے تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر اعتراض کرنے سے پہلے

کتاب شہادۃ القرآن کی اس عبارت کو اپنے بغض کی عینک اتار کر ذرا غور سے پڑھ لیتے۔

(6)

معترض اپنے چھٹے اعتراض میں کہتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لکھا ہے کہ لفظ مجدّد قرآن کریم میں نہیں ہے۔ کیا آپؒ کو یہ علم نہیں ہے کہ الفاظ مسیح موعود، قدرتِ ثانیہ اور خلافتِ احمدیہ وغیرہ بھی قرآن کریم میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ان پر کیوں ایمان رکھتے ہیں؟

الجواب: جب بغض بڑھتا ہے تو سر کو بھی چڑھتا ہے اور جس کے سر چڑھ جاتا ہے، وہ ایسی ہی باتیں کرتا ہے جیسی اس معترض نے کی ہیں۔ اسے یہ بات کرتے ہوئے ذرا یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر مسیح موعود، قدرتِ ثانیہ اور خلافت احمدیہ وغیرہ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے تو خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کی اصطلاح بھی تو قرآن کریم میں نہیں ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ نے ''ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ'' (مسند احمد بن حنبل مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیرؓ ومشکوٰۃ المصابیح باب الانذار والتحذیر)'' فرما کر غلط باتیں یا اصطلاحیں پیش فرمائی ہیں۔ اسی طرح لفظِ دجال وغیرہ بھی قرآن کریم میں نہیں ہے تو کیا اس وجہ سے نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ پر الزام عائد ہوتا ہے۔ یہ محض ان کی ٹیڑھی سوچ ہے جو سچائی کے انکار کا لازمی نتیجہ ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ مجددّیت کا ذکر قرآن کریم سے نکال کر دکھاتے۔ مگر یہ تو ان سے قیامت تک نہیں ہو سکے گا۔ ہاں جس استدلال سے یہ اس کو قرآن کریم سے ثابت کریں گے وہ وہی ہوگا جس پر یہ اندھا حملہ کر چکے ہیں۔ یہ سب مل کر بھی لفظِ مجدّد قرآن کریم سے نہیں دِکھا سکتے۔ اس سے ایک طرف ان کی شکست ثابت ہے اور دوسری طرف

یہ ثبوت ملتا ہے کہ یہ محض فتنہ پرداز ہیں۔

نہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ تک کسی خلیفہ ٔراشد نے کبھی مجدّدیت سے انکار کیا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اس بیان کا مطلب نہایت واضح ہے کہ قرآن کریم کے مطابق اصل خلافت ہے اور مجدّدیت اس کی قائمقام ہے۔اگر تجدید قائم ہے اور قائم رہ سکتی ہے تو خلافت سے وابستہ ہو کر، اس میں جذب ہو کر اور اس میں مٹ کر ہی رہ سکتی ہے۔اس سے متصادم ہو کر نہیں رہ سکتی۔جو اس خلافت سے متصادم ہو گی وہ تخریب ہو گی تجدید نہیں ہو سکتی۔

جہانتک اصطلاح مسیح موعودؑ کا تعلق ہے کہ یہ قرآن کریم میں نہیں تو اس کا اصل اور اصول بھی یہ ہے کہ اصل آنحضرت ﷺ ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کے ظلّ ہیں۔اسی طرح نبوّت اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور اس کی قائمقام دوسری قدرت یعنی خلافت ہے۔جب قرآن کریم میں بیان شدہ خلافت قائم ہو تو وہ اصل ہے اور مجدّدیت اس کی قائمقام ہے۔جب اصل نہ ہو تو قائمقام اس کی جگہ لیتی ہے۔اصل بہرحال قرآن کریم میں ہے اور باقی جہانتک قائمقام و اظلال وغیرہ کا تعلق ہے تو وہ یا تو قرآن میں بھی مذکور ہیں ورنہ احادیث وغیرہ میں ہیں۔

پس حقیقت بھی وہی ہے اور سچ بات بھی وہی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمائی ہے جس سے یہ لوگ گریز کی جھوٹی راہیں نکالنا چاہتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ لفظ مجدّد قرآن میں نہیں ہے جبکہ خلافت کا ذکر قرآن میں لفظاً موجود ہے۔ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استدلال کے طور پر مجدّدیت کو قرآن کریم

سے ثابت فرمایا ہے اور بیان فرمایا ہے کہ ہر صدی میں مجدّد کے ہونے کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا فرمان بالکل سچا ہے۔ مگر سوال وہی باقی رہتا ہے کہ اس میں معترض کو آخر کیا مشکل درپیش ہے؟ آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپؑ کے خلفاء اور تمام جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آخری زمانہ میں جس خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کو قائم ہونا تھا، تا قیامت اس کی کوئی حد نہیں ہے اور وہ ہمیشہ جاری رہے گی اور اس کے ساتھ اور اسی میں مدغم ہوکر مجدّدیت بھی جاری رہے گی۔ ہاں اس کے مخالف کوئی مجدّد یا ولی نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی اس خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے مخالف کھڑا ہوگا خواہ وہ حکومت ہو یا فردِ واحد، ناکام ونامراد ہوگا جیسا کہ ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ثابت کرتی چلی آئی ہے۔

(7)

معترض کا ساتواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجدّدین کے مقام کی تخفیف کی ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

ا: ’’مرسَل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔‘‘

ب: ’’مجدّدوں اور روحانی خلیفوں کی اس امّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔‘‘

ان تحریروں سے معترض یہ نتائج نکالتا ہے کہ مجدّدوں پر لازماً روح القدس اترتا ہے اور وہ نبی کے پیرایہ میں آتے ہیں۔ اس لئے ان کو ماننے کی وہی علامتیں ہیں جو نبی کو ماننے کی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو ان پر امام الزمان ہونے کی وجہ سے ایمان لانا ضروری ہے ورنہ اس کی موت جاہلیت کی موت قرار پائے گی۔ کیا صاحبِ مضمون (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے کبھی یہ اعلان کیا کہ ان پر روح القدس اترا ہے؟

الجواب: یہ بھی معترض کا ایک اتّہام ہے جو اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر باندھا ہے کہ آپؒ نے مجدّد کے مقام میں تخفیف کی ہے۔ آپؒ تو خود اپنے دور کے بڑے مجدّد تھے، آپؒ کیسے اس مقام کی تخفیف کر سکتے تھے؟

ا: جس کتاب اور جس صفحہ سے معترض نے حوالہ (a) پیش کیا ہے اس سے چند سطور اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ

> ''جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدامِ شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے...........اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو برطبق حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنۡبِیَاءِ بَنِی اِسۡرَائِیۡل ملہم اور محدّث تھے۔''

یہ تحریر فرمانے کے بعد آپؑ خود ایک سوال اٹھاتے ہیں اور اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں کہ

> ''اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کے لئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسَل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسَل رکھا۔ ایسا ہی محدّثین کا نام مرسَل رکھا۔ اسی اشارہ کی غرض سے قرآن کریم میں وَقَفَّیۡنَا مِنۡ بَعۡدِہٖ بِالرُّسُل آیا ہے۔''

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 323)

یہ تو ایک عام قاری بھی بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ ''مرسَل'' بمعنی رسول (Messenger of God) نہیں لیا بلکہ ''بھیجے

گئے'' کے معنوں میں لیا ہے۔ کیونکہ وہ محدّث اصطلاحی معنوں کے اعتبار سے رسول نہیں تھے مگر وہ ''بھیجے ہوئے'' ضرور تھے۔ یعنی آپؑ نے ایک باریک نکتے کی وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امّت میں اللہ تعالیٰ نے مسلسل رسول اور نبی بھیجے تھے جبکہ آنحضرت ﷺ کی امّت میں محدّث وغیرہ بھیجے۔ ''بھیجا ہوا'' ہونے کے پہلو سے نبی ہوں یا محدّث، ایک ہی مقام رکھتے ہیں۔ یعنی وہ بھی بھیجے گئے اور یہ بھی۔ اس زاویہ سے دونوں برابر ہیں۔ ان ''بھیجے ہوؤں'' کو آنحضرت ﷺ نے عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل کے اعزاز سے سرفراز فرمایا ہے کہ میری امّت کے علماء (ربّانی) بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہیں۔ گو وہ نبی نہیں ہیں مگر مقام و مرتبہ کے لحاظ سے دونوں سلسلوں میں مشابہت مکمل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت سے کسی احمدی کو قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجدّد کا تو ذکر بھی نہیں فرمایا، نبیوں اور محدّثوں کی بات کی ہے۔ اس سے کس طرح اور کونسی مجدّد کے مقام کی تخفیف ہوگئی ہے جو معترض بحال کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس خلفاء کی گستاخی اور خلافت جیسے عظیم مقام کی تحقیر کا مرتکب ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جب یہ مسلّمہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل ۔ کہ اس امّت کے علمائے ربّانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ تو آپؐ نے یہ فرما کر بنی اسرائیل کے نبیوں کی ہرگز تخفیف نہیں فرمائی بلکہ اپنی امّت کے علماء کا درجہ بڑھایا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء اور جملہ تحریرات کے عین مطابق مجدّدین کو خلافت میں شامل کرکے ان کے

مقام کو بلند کر کے پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے مجدّدیّت کو خلافت کے مضبوط و مبسوط نظام میں ڈھل کر مقامِ بلند کے ساتھ ایک بار پھر غیر منقطع دوام عطا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا ایسے علماء اگر خلافتِ راشدہ کے دَور میں ہوں گے تو اس کی بیعت میں ہو کر اس بلند روحانی مقام کو قائم رکھنے والے ہوں گے۔ ہاں جو بیعتِ خلافت سے باہر نکلیں گے تو وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کی وعید کے تحت آ کر فاسقوں میں شمار کئے جائیں گے۔

ب: معترض نے حوالہ b کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ 340 کی یہ عبارت تحریر کی ہے۔

''مجدّدوں اور روحانی خلیفوں کی اس امّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے کوئی معترض یہ مطلب کس طرح نکال سکتا ہے کہ 'لہٰذا امّت میں صرف مجدّدیت ہی آئے گی، خلافت کی ضرورت نہیں؟' آپؑ نے اسی تحریر میں خلیفوں کا ذکر بھی تو فرمایا ہے۔ یعنی آپؑ کی دیگر تحریرات کے آئینہ میں اس تحریر کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ آپؑ نے دیگر سب منصبوں کو اکٹھا کر کے خلافت ہی میں جمع فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ آپؑ کے بتائے ہوئے ''بہتر'' کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ باطل عقائد کے پیچھے چل کر کمتر کو ڈھونڈنا اندھا پن نہیں تو اور کیا ہے؟

اس اقتباس کو پیش کرتے ہوئے معترض کو اس کتاب کے ایک صفحہ پیچھے کی عبارتیں کیوں نظر نہیں آئیں۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پُرعرفان کتاب

کو آنکھوں سے اس تعصب کی پٹی اتار کر دیکھتا جو اسے خلافت سے ہے تو بڑی آسانی سے دیکھ سکتا تھا کہ یہ مجدّد اور روحانی خلیفے کون تھے؟ اس مذکورہ بالا اقتباس سے صرف ایک صفحہ پیچھے جائیں تو وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے خلیفے ہیں۔ چنانچہ آپؑ آیتِ استخلاف تحریر فرما کر یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ

''پس یہ آیت (آیت استخلاف۔ناقل) درحقیقت اس دوسری آیت إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کیونکر اور کس طرح ہوگی۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریمؐ کے **خلیفے** وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا۔ اور **خلیفہ** کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔'' (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339)

اب ہر بینا شخص دیکھ سکتا ہے کہ جن کے ذریعہ حفاظتِ قرآن کے سامان ہوں گے، جو نبی کے جانشین ہوں گے، جو نبی کی برکتوں سے حصہ پائیں گے، وہ خلفاء ہوں گے۔ پس خلفاء سے الگ ہونا نبوّت اور نبی کی برکتوں سے تعلق توڑنے کے مترادف ہے۔ خلفاء کی بیعت سے نکلنا روحانی شقاوت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر اس کے تسلسل میں اسی صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''قرآن کریم نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کے وقتوں میں دین استحکام پکڑے گا اور تزلزل اور تذبذب دور ہوگا اور خوف کے بعد امن پیدا

ہوگا۔‘‘

اس عبارت میں جن علامتوں کا ذکر کیا گیا ہے،سب آیت استخلاف میں بیان شدہ برکاتِ خلافتِ راشدہ ہیں۔ یہ خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کی علامات ہیں۔لہٰذا خلیفہؑ راشدا پنے وقت کے سب سے بڑے روحانی مقام کا حامل ہے۔

معترض نے پوائنٹ b کے تحت یہ مفروضہ بھی تراشا ہے کہ مجدّد چونکہ نبیوں کے پیرایہ میں آتے ہیں اس لئے انہیں نبیوں کی طرح پہچان کران پر ایمان لانا چاہئے۔کیونکہ اپنے زمانہ کے امام کو پہچاننا ضروری ہے۔ان کو پہچاننے کی علامتیں ویسی ہی ہیں جیسے نبیوں کی ہیں۔

نبیوں کی طرح پہچاننے کا اصول صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں تو بالکل درست ہے کیونکہ نبی ہونے کی وجہ سے آپؑ کی شان دیگر مجدّدین سے بالکل الگ اور ممتاز ہے۔لیکن دیگر مجدّدین کے بارے میں قطعاً ایسا کوئی اصول نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی اصول تھا تو معترض کو پیش کرنا چاہئے تھا۔محض دعووں سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ یہ درست ہے کہ زمانہ کے امام کو پہچاننا اور اس کی بیعت کرنا ضروری ہے۔لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک غیر مبدّل سچائی ہے کہ رسول کے بعد اس کا خلیفہ ہی وقت کا امام ہوتا ہے۔ اس کی بیعت کرنا رسول کی بیعت کرنا ہے۔اس کی بیعت سے نکل کر کسی اور مخالف ومتصادم مدّعی کے پیچھے چلنا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے تحت آتا ہے۔

پھر معترض نے اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے روح القدس کے اترنے کے اعلان کے بارہ میں بھی دعویٰ کر دیا ہے۔مگر کیا وہ گزشتہ صدیوں کے مجدّدین کے ایسے دعوے

اور علامتیں یا نشان پیش کر سکتا ہے کہ ان پر روح القدس اترتا تھا اور ان کو ان کے زمانے کے لوگوں نے اسی طرح مانا تھا جس طرح نبیوں پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اگر یہ معترض اپنے اس خود ساختہ معیار میں سچا تھا تو اسے ہر صدی کے مجدّد کی ایسی مثال پیش کرنی چاہئے تھی کہ جس نے اپنے مجدّد ہونے کے دعوے کے ساتھ اپنے اوپر روح القدس کے اترنے کا اعلان کیا ہو۔ اس کے اس معیار کے مطابق ان کی مجدّدیت کے نشان نبیوں کی طرح تھے اور اس نے لوگوں کو اپنے اوپر اسی طرح ایمان لانے کی دعوت کی ہو جس طرح نبی کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے ثبوت ہرگز پیش نہیں کر سکتا اور قیامت تک پیش نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہر طلوع ہونے والا دن اس کے جھوٹ پر گہری مہر ثبت کرتا رہے گا۔

معترض نے خلافت کے ساتھ اگر یہ معیار مقرر کیا ہے کہ وہ روح القدس کا اعلان بھی کرے تو کیا وہ آنحضرت ﷺ کے بعد قائم ہونے والے خلفائے راشدین کے ایسے اعلان پیش کر سکتا ہے۔ یا وہ اپنے جھوٹے معیار کے مطابق انہیں بھی نعوذ باللہ جھوٹا ہی خیال کرتا ہے۔ لیکن وہ انہیں اگر سچا سمجھتا ہے اور درحقیقت وہ لازماً سچائی کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے تو اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ یہ معترض ضرور جھوٹا ہے۔

یہ اصولی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء پر روح القدس اور فوجِ ملائک کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے خلیفۃ اللہ کے ساتھ فرشتے مامور کئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ سمجھ نہیں آتا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے معلوم کریں۔ جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف شورش کرنے والوں کو باور کرایا تھا کہ

”وَيْلَكُمْ! اِنَّ مَدِيْنَتَكُمْ مَحْفُوْفَةٌ بِمَلَائِكَةِ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَتْرُكُنَّهَا۔“ (طبری۔ ذکر الخبر عن قتل عثمان بن عفانؓ)

کہ بُرا ہوتمہارا! مدینہ، جس کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے گھیرے ہوئے ہیں۔ اگر تم نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو قتل (کر کے خلافت کی نعمت کو پامال) کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا کہ وہ فرشتے مدینہ کو چھوڑ جائیں گے۔

مگر یہ سچائی اسے دکھائی دیتی ہے جو حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی نظر بصیرت رکھتا ہو۔ انہیں دکھائی نہیں دیتی جو خلافت کے منکر ہو کر فسق میں مبتلا ہوں۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (سورۃ الاعراف:199) کہ اگر تو انہیں ہدایت کی جانب بلائے تو وہ سنیں گے نہیں اور تو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اگر ایسے لوگوں کو نظر نہیں آتی تو انہیں خلافت کے ساتھ فوجِ ملائک کس طرح دکھائی دے سکتی ہے۔

خلیفۃ اللہ کے ساتھ فرشتوں اور اس پر روح القدس کے نزول کے بارہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> ''ملائکہ اور روح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اُسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ اِلٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔'' (فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12 حاشیہ)

یعنی خلیفۃ اللہ پر روح القدس کا اترنا اور ملائکہ کا اس کے ہمراہ ہونا ایک ایسی حقیقت ہے اور خلافتِ حقّہ کا ایسا لازمہ ہے کہ کسی خلیفہ کو اس کے اعلان کی ضرورت ہی

نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے بغیر خلافت، خلافت ہی نہیں ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین میں سے کبھی کسی نے اس کا اعلان نہیں کیا اور نہ ہی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والے خلفائے راشدین کو ایسے اعلان کی ضرورت تھی۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

''چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین میں متفرّق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی **خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو** سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' (الوصیّت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306، 307)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اپنے بعد جن پاک نفس بزرگوں کا ذکر فرمایا ہے یہ قدرتِ ثانیہ کے مظہر، حضرت ابوبکرؓ کی طرز پر قائم ہونے والے وہی مقدّس خلفاء ہیں جن کی آپؑ نے اپنی وصیّت میں بشارت دی ہے۔ آپؑ نے اپنے بعد خلافت کے قیام کی بنیاد ہی **خدا سے روح القدس پانے** کے ساتھ کی ہے۔ یہ خلافتِ حقّہ کا بنیادی خاصّہ ہے۔

گو ان معترضین کو حضرت مصلحِ موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے بیحد بغض ہے۔ مگر خلافت کے ذریعہ نزولِ ملائکہ کی اس سچائی کو ایک بار آپؓ کی زبان سے بھی سن لیں۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''ملائکہ سے فیوض حاصل کرنے کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء سے مخلصانہ تعلق قائم رکھا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے۔ .... سچے خلفاء سے تعلق رکھنا ملائکہ سے تعلق پیدا کر دیتا اور انسان کو انوارِ الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے۔''

(تفسیرِ کبیر جلد 2 صفحہ 561)

سچائی کو آزمانے میں تو کوئی حرج نہیں۔ پس معترض اور اس کے ہم مشربوں سے عرض ہے کہ اگر وہ بھی فرشتوں سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں تو آئیں اور خلافت سے مخلصانہ تعلق بنائیں اور اس کی اطاعت کریں۔ وہ خود مشاہدہ کریں گے کہ جن سے وہ بغض رکھتے ہیں انہوں نے کس قدر سچ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے قائم کردہ وقت کے سچے امام کی بیعت میں آنے کی توفیق بخشے۔

(8)

معترض کا آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ صاحبِ مضمون نے اپنے مضمون کی بنیاد اس حدیث پر رکھی ہے جس میں خلافت کی مدّت تیس سال قرار دی گئی ہے۔ مگر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اس حدیث کو کوئی وقعت نہیں دی۔ اس لئے صاحبِ مضمون کا اس حدیث کا حوالہ دینا صاف دھوکہ اور دجل ہے۔

الجواب: اس طعنہ زن کو اتنی تو حیا نہیں کہ وہ بڑی بے باکی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مقدّس خلفاء پر زبان درازی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی موقعوں یا ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے کہ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ کہ اگر تجھے حیاء ہی کوئی نہیں ہے تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔

اپنے اعتراض میں جس بحث کا معترض نے ذکر کیا ہے وہ ’’شہادۃ القرآن‘‘ کے صفحہ 338 پر نہیں ہے بلکہ صفحہ 337 پر ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روایت کو قطعاً غلط قرار نہیں دیا۔ ہاں یہ اظہار فرمایا ہے کہ اگر قرآن کریم اور بخاری کی حدیثوں کے خلاف اسے استعمال کیا جائے تو ایسی حالت میں یہ روایت مقامِ جرح پر ہے۔ آپؑ نے اپنی اس کتاب میں اس حدیث پر دیگر روایات کے مقابل پر جزوی طور پر یہ بحث کی ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ خلافت صرف تیس سال تک ہی رہے۔ ہاں خلافتِ راشدہ تیس سال تک جاری رہی اور اس کے بعد بھی ہر صدی میں اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کسی نہ کسی رنگ میں جاری رہی ہے۔ چاہے وہ محدثیّت کے رنگ میں ہو یا مجدّدیت کی شکل میں یا روحانی خلفاء کی صورت میں۔ آپؐ کی خلافت تا قیامت کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ یہ قرآن کریم اور بخاری میں بیان شدہ روایات کا منشاء ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے برعکس ایسے خیال کو ردّ فرمایا ہے کہ خلافت صرف تیس سال تک محدود رہی اور اس کے بعد یہ جاری نہیں رہی۔ چنانچہ آپؑ نے اس حدیث کو پوری طرح تسلیم فرمایا ہے، اس کی تصدیق فرمائی ہے اور اسی سے خلافت کے تیس سال اور پھر اس سے آگے اس کے امّت میں مستقل جاری رہنے کا استدلال فرمایا ہے۔ پھر معترض کا یہ کہنا کہ آپؑ نے اس حدیث کو زیادہ وقعت نہیں دی، آپؑ کی طرف غلط بات منسوب کرنا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت بھی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کے مطابق خلافتِ راشدہ تقریباً تیس سال ہی رہی۔ کیا یہ اس کی سچائی پر سب سے بڑی دلیل نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ معترض نے یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا ہے کہ حضرت

خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تیس سال والی روایت پر اپنے بیان کی بنیاد رکھی ہے۔ جبکہ آپؒ کا مضمون پڑھنے والا ہر قاری جانتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اپنے سے پہلے خلفاء کے، اپنے اور جماعت کے موقف کو بیان فرماتے ہوئے اس روایت پر بناء نہیں رکھی۔ ہاں جزوی طور پر اسے بھی زیرِ بحث رکھا ہے۔ مگر اصل بناء تو اس حقیقت اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت پر رکھی ہے جو آنحضرت ﷺ نے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جب اپنے بعد فوراً قائم ہونے والی خلافت کا ذکر فرمایا تھا تو اس کی حد بندی اس طرح فرمائی تھی کہ اس کے بعد بادشاہت قائم ہوگی اور پھر اسی تسلسل میں آخری زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا تفصیلی ذکر فرمایا تو اس کی کوئی حد بندی نہیں فرمائی۔ یعنی اب امّت میں تا قیامت وہی جاری رہے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے بیان شدہ فرمان کے عین مطابق یہ خبر دی کہ قدرتِ ثانیہ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرز پر خلافت قائم ہوگی۔ اس کا آنا جماعت کے لئے بہتر ہوگا اور وہ دائمی ہوگی اور قیامت تک منقطع نہ ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس غیر مبہم اور انتہائی واضح الفاظ کے خلاف جو کوئی تعلّی کرتا ہے وہ خود کھلی کھلی علمی و اعتقادی بد دیانتی اور دجل کا مرتکب ہوتا ہے۔

معترض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدّس خلفاء کے لئے imputation اور "dajjal" وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے حیا سے کام لینا چاہئے تھا۔ ایک طرف تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع کے دعویدار ہیں اور دوسری طرف آپؑ پر اور آپؑ کے مقدّس خلفاء کے خلاف بدزبانی سے دریغ نہیں کرتے۔ آپؑ نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

طعناں بر پاکاں نہ بر پاکاں بود   خودکنی ثابت کہ ہستی فاجرے

آپؑ کے اس شعر کا معنیٰ یہ ہے کہ پاکوں پر طعنہ زنی پاکوں پر نہیں پڑتی بلکہ یہ ثابت کرتی ہے طعنہ زن خود فاجر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزا وار اس وقت ہر گز نہیں ہوتا۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 226 تفسیر سورۃ النور)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ

''خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے۔ کیونکہ وہ تو حکمِ الٰہی ہے۔ جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا۔ وہ نافرمان ہوگا.......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپؐ کے جانشینوں کی کسی ایک نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 198 تفسیر سورۃ النور)

پھر چند سطور آگے یہ فرمایا کہ:

''خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 228 تفسیر سورۃ النور)

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی کئی بار پوری ہونے والی ایک پیشگوئی درج ذیل ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''خلافت کا سلسلہ بھی تا یومِ قیامت ہے۔خلافت کے منکر ہوں گے۔ مگر آخر ذلیل۔'' (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 198 تفسیر سورۃ النور)

ان تحریروں میں مجدّدین کے کسی الگ وعدہ کا ذکر نہیں ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر خلیفہ ہی اپنے دَور کا مجدّد ہے۔خلافتِ راشدہ کے ہوتے ہوئے اس سے باہر کوئی مجدّد نہیں ۔خلافت سے بڑھ کر اس وقت اور کوئی منصب نہیں ہے۔خلافت کو ترجیح ہے مجددیت پر۔مجدّدیت مدغم ہو جاتی ہے خلافت میں یا اپنے سے بڑے منصب میں۔جس طرح مجدّدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحیت،مہدویت اور نبوّت میں مدغم ہو کر ایک پہلو سے کالعدم ہو گئی تھی اور دوسرے پہلو میں فعّال بھی تھی مگر اس کا اپنا الگ کوئی وجود باقی نہ رہا تھا۔اسی طرح آپؑ کے بعد مجدّدیت ہمیشہ خلافت میں شامل ہو کر اور مٹ کر رہے گی اور اس میں مٹ کر ہی فعّال رہے گی،اس کا الگ کوئی وجود باقی نہ رہے گا۔

یہ معترض لوگ مجدّد مجدّد کی رٹ لگاتے ہیں اور اس کی وجہ سے خلافت کو چھوڑنے کا فسق کرتے ہیں۔اگر یہ واقعۃً اپنے اس اقدام میں سنجیدہ ہیں اور فتنہ پرداز نہیں ہیں تو انہیں امّت کے ایک عظیم مجدّد حضرت امام جلال الدّین سیوطیؒ ہی کی رہنمائی قبول کر لینی چاہئے۔ یہ ان چند ائمّہ سلف میں سے ہیں جنہوں نے بڑے طمطراق کے ساتھ مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔چنانچہ ہم ان معترضوں سے یہ توقع تو نہیں رکھ سکتے کہ ایک طرف تو یہ مجدّدیت کی عظمت کا ڈھونگ رچائیں اور دوسری طرف مجدّدین کے کہے پر خطِ تنسیخ بھی پھیر دیں۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

وَ آخِرُ الْمِئِیْنِ فِیْھَا یَأْتِی — عِیْسٰی نَبِیُّ اللّٰہِ ذُوْالْاٰیَاتِ

یُجَدِّدُ الدِّیْنَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ — وَفِیْ الصَّلٰوۃِ بَعْضُنَا قَدْ اَمَّہٗ

(بحوالہ حجج الکرامہ صفحہ 38 از نواب صدیق حسن خان)

کہ آخر میں عیسیٰ نبی اللہ نشانات و معجزات کے ساتھ آئیں گے اور اس اُمّت میں دین کی تجدید کریں گے۔ اور ہم میں سے کوئی نماز میں اس کی امامت بھی کرے گا۔ پھر آگے جا کر فرمایا:

"وَ بَعْدَهٗ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُجَدِّدٍ"

کہ اس کے بعد کوئی مجدّد باقی نہیں رہے گا۔

امام جلال الدّین سیوطیؒ نے اپنے اس بیان میں یہ حقیقت افروز وقوع پذیر پیشگوئی فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق امام مہدی و مسیحِ موعودؑ کے بعد چونکہ خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہو جائے گی اس لئے اس کی موجودگی میں دیگر مجدّدوں کی آمد اور تجدیدِ دین کا وہ تصوّر نہیں رہے گا جو امام مہدیؑ کے ظہور سے قبل خلافتِ راشدہ کے بعد اور اس کی عدم موجودگی میں تھا کیونکہ خلافتِ راشدہ تجدیدِ دین کی اعلیٰ قسم ہے۔ پس مسیحِ موعود علیہ السلام کے بعد آپؑ کے خلفاء آپؑ کی خلافت اور جانشینی میں آپؑ کے ظِلّ کے طور پر اصلاحِ اُمّت اور تجدیدِ دین کا کام کریں گے۔ جیسا کہ امام الزمان حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظِلّ کے ہو..... یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیحِ موعود کہلاتا ہے وہ مجدّدِ صدی بھی ہے اور مجدّدِ الفِ آخر بھی"۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

(9)

معترض کا نواں اعتراض یہ ہے کہ مصنف کا یہ کہنا کہ اس کے یہ نظریات ان سے پہلے خلفاء کے مطابق ہیں، درست نہیں۔ پہلے خلیفہ نے یہ لکھا ہے کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد مجدّدیت ہے (بدر 23 مئی 1913ء) اور دوسرے خلیفہ نے بھی اس کے عین مطابق لکھا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 319)

الجواب: یہ بھی معترض کی کھلی کھلی تعلّی ہے اور واضح دھوکہ دہی ہے۔ حقیقت وہی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمائی ہے۔ آپؒ کے زیر بحث اس مضمون کا ایک ایک حرف قرآنِ کریم، فرمانِ نبویؐ، تحریرات و وصیّتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مقدّس خلفاء کے عین مطابق ہے۔

معترض نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اخبار بدؔر 23 رمئی 1913ء کا حوالہ دیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اوّلاً 23 رمئی کو بدؔر شائع ہی نہیں ہوا تھا۔ اور ثانیاً یہ کہ 22 رمئی کے پرچہ میں یہ تحریر نہیں ہے کہ قدرتِ ثانیہ سے مراد مجدّدیت ہے۔ آپؓ نے مجدّدیت کو خلافت کے ساتھ آخر پر شامل فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپؓ سے سوال کیا گیا کہ قدرتِ ثانیہ سے کیا مراد ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا:

> ”جب کسی قوم کا مورثِ اوّل اپنا کام پورا کرتا ہے تو اس کے سر انجام دینے کے واسطے قدرت کا ہاتھ نمودار ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ اس کا ظہور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوگیا۔ مگر آپؐ کے بعد آپؐ کے **خلفاء** نُوّاب (یعنی نائبین۔ ناقل) مجدّدین کے وقت بھی ہوتا رہا۔ وہ سب

قدرتِ ثانیہ تھے۔ قدرتِ ثانیہ کی حد بندی نہیں ہوسکتی۔ جب کوئی قوم کسی قدر کمزور ہو جاتی ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت سے اس کی طاقت کو پورا کرنے کے واسطے قدرتِ ثانیہ بھیجتا رہتا ہے۔'' (بدر 22 مئی 1913ء صفحہ 3، 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس بیان میں بڑی وضاحت سے قدرتِ ثانیہ کی جامع تشریح پیش فرمائی ہے اور نبوّت کے بعد اس کے مظہر دیگر منصبوں میں خلافت ہی کو مقدّم طور پر پیش فرمایا ہے، مجدّدیت کو نہیں۔ جبکہ معترض نے سب کچھ جانتے ہوئے صرف مجدّدیت کو پیش کر کے قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بیان سے تو صاف واضح ہے کہ خلافت قدرتِ ثانیہ کی مقدّم صورت ہے۔ پھر نُوّاب یعنی دیگر نائبین اور پھر مجدّدین وغیرہ اس کے مظہر ہیں۔ اس عبارت میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے۔ جب جماعتِ مومنین میں ایمان اور عمل صالح کی شرط اٹھ جائے اور ان میں خلافت نہ رہے تو پھر نُوّاب اور مجدّدین اس کی جگہ لیتے ہیں۔ ورنہ جب خلافت موجود ہو تو یہ دونوں مؤخرالذکر منصب اس کے ساتھ مل کر اور اس میں مٹ کر اس کے ہمراہ چلتے ہیں۔ پس وہ حقیقی اور سچا مجدّد ہو ہی نہیں سکتا جو خلافت کا دامن چھوڑ دے۔ وہ تو فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کی تعبیر و تصویر ہے۔ اس سے تجدید کی نہیں تخریب کی توقع رکھنی چاہیے۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ایک طرف تو یہ فرمائیں کہ خلیفہ تو اپنے وقت میں سب سے بڑا منصب رکھتا ہے اور دوسری طرف فرمائیں کہ قدرتِ ثانیہ خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ نہیں ہے بلکہ صرف مجدّدیت ہے۔ آپؓ کی جملہ تحریرات اور فرمودات کی روشنی میں اس محوّلہ بالا تحریر کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں لیا جاسکتا کہ

مجددیت خلافت میں جذب ہو کر جاری ہے اور رہے گی۔ اس طرح وہ بھی خلافت کے ساتھ مٹ جانے کی وجہ سے قدرتِ ثانیہ کا جزو بنتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور وصیّت کے مطابق مجدّدیت خلافت سے الگ کوئی چیز نہیں۔ نبوّت کے بعد ہر روحانی مقام خلافت کے ساتھ اور اس کے تحت ہے اور یہی قدرتِ ثانیہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب 'الوصیّت' میں اس دنیا سے اپنے رخصت ہو جانے کے بعد قدرتِ ثانیہ کے ظہور کی خبر دی تو آپؑ نے واضح طور پر اس سے مراد اس خلافت کے قیام کی خبر دی ہے جو نبوّت کے بعد خلافتِ راشدہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

آپؑ نے پھر اس کے قیام کو حضرت ابوبکرؓ کے نمونے پر خلافتِ راشدہ یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے طور پر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

''پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔''

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس سے دیگر امور کے ساتھ ایک بنیادی اور اہم امر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی ہونے کی وجہ سے آپؑ کے بعد خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام لازم تھا۔ اسی کے بارہ میں آپؑ فرما رہے ہیں کہ وہ میرے جانے کے بعد آئے گی۔ نبی کے بعد جو چیز اس کی جگہ لیتی ہے وہ خلافت ہے، مجدّدیت نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”مَا كَانَت نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ“

(کنز العمال جلد 11 صفحہ 259 ناشر مکتبہ التراث الاسلامی بیروت لبنان)

کہ ہمیشہ نبوّت کے بعد خلافت جاری ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیّت میں جس دوسری قدرت کے ظہور کی نشاندہی کی ہے، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نمونے پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ راشد تھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں اور آپؑ کے مقدّس خلفاء کے فرمودات میں قدرتِ ثانیہ سے اوّلاً مراد خلافتِ راشدہ ہے۔ جس نے آپؑ کے جانے کے بعد قائم ہونا تھا۔ وہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک غیر منقطع ہے۔ ہاں مجدّدیت خلافت راشدہ کے ہوتے ہوئے اس کا ایک جزو ہو سکتی ہے جو اس میں ضمّ ہو کر اور اس میں مٹ کر ساتھ چلتی ہے تو قدرتِ ثانیہ کی تشریح میں آتی ہے ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے ہوتے ہوئے اس کی الگ اور جدا کوئی حیثیت ممکن نہیں۔

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جو منصب سنبھالا، وہ مجدّدیت کا تھا یا خلافت کا؟ چنانچہ جماعت کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ منصبِ خلافت تھا۔ اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے

انہوں نے اس معجزے کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کے سو فیصد مطابق حضرت ابوبکرؓ کی طرز پر خلیفہ ٔ راشد قائم فرمایا۔ قدرتِ ثانیہ کے اس اعجازی ظہور کی بابت الحکم 28 ؍مئی 1908ء اور بدر 2؍جون 1908ء کے پرچے میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے وہ خط شائع شدہ ہے جو بیرونی جماعتوں کو بھی بھجوایا گیا تھا۔ اس میں تمام جماعت کی طرف سے آپؓ کے **خلیفہ** منتخب ہونے کا اعلان ہے اور افرادِ جماعت کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ

''خط پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامّت **خلیفۃ المسیح و المہدی** کی خدمت بابرکت میں بذاتِ خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔''

پس ان تمام صداقتوں کے ہوتے ہوئے جماعتِ احمدیہ میں مجدّدیت کے لئے ہرگز کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ وہ خلافت کے دامن کو چھوڑ کر کوئی الگ تشخّص یا شناخت اختیار کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرز پر خلافتِ راشدہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس پر خلیفۃ المسیح کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلِ بیت، صدر انجمن احمدیہ اور کل صحابہؓ کا اجماع تھا۔ جماعت میں اسی طرز کی خلافت کے استحکام کے لئے آپؓ نے ساری زندگی جہاد کیا اور اس کے خلاف ہر فتنہ کا دفاع کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ خلافت حقہ کے قیام، استحکام اور دوام کے سامان فرمائے۔ آپؓ نے خلافت کے خلاف ہر خیال اور وسوسے کو دھتکارتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا **خلیفہ** بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و

فرمانبرداری کرو۔ ابلیس نہ بنو‘‘۔ (بدر 4؍جولائی 1912ء)

پس آپؓ کے نزدیک قدرتِ ثانیہ کی حقیقی اور اوّلین تصویر اور تفسیر حضرت ابوبکرؓ کی طرز پر منتخب شدہ خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہی تھی۔

جماعت احمدیہ مبائعین کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہر دور میں خلافت کے تحت ایسے افراد موجود ہیں اور موجود رہیں گے جو تجدید دین کا کام کرتے ہیں۔ وہ آپؑ کے بعد قائم ہونے والی خلافت یعنی قدرتِ ثانیہ کے استحکام اور اس کے کام میں ممد و معاون ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپؑ کی مدد کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ حقہ کی فرشتوں کی طرح اطاعت اور معاونت کی جائے اور اس کے لئے ہر ایسا شخص جو اخلاص اور وفا کے ساتھ کام کرے گا وہ ضرور تجدید دین میں اپنا کردار ادا کرے گا۔

معترض نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 319 کا بھی صرف حوالہ دیا ہے، کوئی تحریر پیش نہیں کی۔ لیکن وہ اصل تحریر ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ اس میں آپؓ نے سورۃ القدر کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ

> ’’...ان مجدّدوں کے متعلق بھی اِس آیت میں پیشگوئی موجود ہے کیونکہ وہ بھی جزوی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوتے ہیں اور ایک جزوی تاریک رات میں ان کا ظہور ہوتا ہے۔‘‘

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اس اقتباس سے ایک ذرّہ برابر بھی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قدرتِ ثانیہ سے مراد مجدّدیت تھی؟

قبل اس کے کہ قدرتِ ثانیہ کے بارہ میں ہم آپؓ کے واضح موقف کی طرف

جائیں ، ذرا اس زیرِ نظر اقتباس کا تجزیاتی مطالعہ کرتے جائیں۔اصل بات یہ ہے کہ معترض نے جس اقتباس کا حوالہ پیش کیا ہے، اس کا صرف ایک پہلو پیش کیا ہے یعنی اسے ادھورا پیش کیا۔ چنانچہ اُس کی اِس ایک حرکت سے ہی اس کے تمام فریب اور دجل کی قلعی کھل جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے منسلکہ چند سطور قبل حضورؓ فرماتے ہیں:

> ’’چونکہ ناقص بروز بھی بروز ہی ہوتا ہے۔اس لئے یہ آیت ناقص بروزوں کے متعلق بھی اشارہ کرتی ہے۔یعنی ایسے زمانہ کے مصلحین کی نسبت بھی جبکہ کامل تاریکی تو نہیں آئے گی لیکن ایک نئی زندگی کی ضرورت انسان کو محسوس ہوگی۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا کو ایک ہوشیار کرنے والے کی ضرورت پیش آجاتی ہے اور اسلام میں اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدّد بھیجتا رہے گا۔‘‘

اس سے آگے وہ الفاظ ہیں جو اوپر درج کئے گئے ہیں ۔معترض نے صرف حوالہ دے کر اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔مگر جیسا کہ قارئین نے پڑھا ہے کہ مجدّدین کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ’’ناقص بروز‘‘ قرار دیا ہے۔ پس نبوّت یا خلافت کے مقابل پر مجدّدین ناقص بروز ہیں۔کامل بروزوں کے مستحکم نظام کو چھوڑ کر جو ناقصوں کے بلکہ خلافت سے متصادم باطلوں کے پیچھے چلتا ہے انتہائی باطل کام کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں آپؑ کی وصیت اور منشاء کے مطابق کامل بروزوں کا یہ نظام اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کی دوسری تجلّی کے ساتھ دائمی بنیادوں پر جاری و ساری ہے اور یہ تا قیامت منقطع نہیں ہوگا۔

باقی جہانتک اس پہلو کا تعلق ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قدرتِ ثانیہ سے کیا مراد لیا ہے، تو آپؓ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرتِ ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رد کر دیا بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کیلئے مایوس ہو جائے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے نزول کیلئے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے وہ کسی ایک زمانہ کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت کے زمانہ میں اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی اس کے بعد ہمیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں چوتھی خلافت ملے ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامتِ اعمال سے اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور اس

امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے ان الفاظ میں کیا کہ:۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ مگر اس بات کو بھی یاد رکھو کہ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (خلافت راشدہ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 535)

بہر حال معترض بیچارے نے بڑی کوشش کر کے انتہائی دور جا کر ایک فقرہ سورۃ القدر کی تفسیر سے نکال کر اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہی اس پر الٹی پڑ گئی ہے۔ اگر اس کی نیّت درست ہے اور وہ سچی تحقیق کرنا چاہتا ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مقدّس خلفاء کی کتب کو قلبِ سلیم کے ساتھ پڑھے۔ یقیناً اسے کسی ایک جگہ بھی قدرتِ ثانیہ کے اصل اور اوّلین معنے مجدّدیت کے نہیں ملیں گے۔ ہاں اس کے برعکس اس کے حقیقی اور اوّلین معنے خلافتِ حقہ ہی کے ملیں گے۔ انشاء اللہ۔

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو بھی بیان فرمایا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے مقدّس خلفاء کے فرمودات کے سو فیصد مطابق بیان فرمایا ہے۔ پس معترض یا تو خود دھوکہ کا شکار ہے یا عمداً دھوکہ دہی چاہتا ہے۔

(10)

معترض کا دسواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ فرمایا ہے کہ مجدّد کے لئے اپنے مجدّد ہونے کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل یہ تھا کہ 1889ء میں مسیح موعود کا منصب پانے سے قبل آپؑ کو 1885ء میں مجدّد کا

منصب عطا ہوا تھا اور آپؑ نے اس کا اعلان فرمایا تھا۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ غیر ضروری کام کیا تھا؟

الجواب: جناب معترض صاحب! حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ تو ہرگز نہیں فرمایا کہ وہ اپنے مجدّد ہونے کا اعلان نہیں کر سکتا۔ آپؒ نے تو یہ لکھا ہے کہ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اعلان کرے۔ آپؒ کی اس تحریر سے کوئی اندھا ہی یہ مطلب نکال سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مجدّد ہونے کا اعلان کر کے غیر ضروری کام کیا ہے۔ پس یہ معترض کی محض اپنی ٹیڑھی بلکہ بغیض سوچ کے کرشمے ہیں۔

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت اور اٹل سچائی ہے کہ مجدّد کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے مجدّد ہونے کا اعلان بھی کرے۔ چنانچہ آپ سوائے حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ، حضرت مجدّد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شاید ہی کسی مجدّد کا دعویٰ ڈھونڈ پائیں گے۔ اگر بفرضِ محال آپ کو ان کے علاوہ کوئی ایک آدھ دعویٰ مل بھی جائے تو باقی صدیوں کے مجدّدین کے دعوے کہاں سے لائیں گے؟ آپ تو یہ بھی ثابت نہیں کر سکیں گے کہ گزشتہ صدیوں کے سروں پر تو کجا ان کے اندر بھی کسی مجدّد کا دعویٰ موجود تھا۔ لہٰذا عملاً آپ مجدّدین کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے اوّلین منکر بن جاتے ہیں۔ پس آپ نے یہ اعتراض کر کے اپنے ہی ہاتھ سے اپنے فتنے کی جڑ کاٹ دی ہے۔ آپ کا شکریہ۔ آپ سے درخواست ہے کہ آئندہ بھی جس شاخ کو کاٹنے لگیں تو اس پر بیٹھ کر ہی اسے کاٹا کیجئے۔

باقی رہا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوائے مجدّدیت کی ضرورت، حکمت اور غرض کیا تھی؟ آپؑ فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدّد کا آنا ضروری ہے۔اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعوای کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدّد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔یعنی علومِ لدّنیہ و آیاتِ سماویہ کے ساتھ۔اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعوای کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 178،179)

یعنی آپؑ نے اپنے دعوای کی سچائی کے لئے ایک دلیل پیش فرمائی ہے کہ اس صدی میں آپؑ کے علاوہ اور کوئی مجدّد ہونے کا مدّعی موجود نہیں ہے۔لہٰذا حدیث نبوی ؐ آپؑ کے دعوای کی سچائی کا ثبوت ہے اور آپؑ کا دعوای اس حدیث کی سچائی کا۔یعنی یہ بھی ایک الٰہی تصرّف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں صرف ایک ہی مجدّد قائم کیا۔پس آپؑ کے اس اعجازی دعوای پر معترض کا یہ سوال اٹھانا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا غیر ضروری کام کیا ہے؟ کیسا لایعنی اور بیہودہ اعتراض ہے۔

(11)

معترض کا گیارھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد مجدّد ہونے کا دعوای کرتا ہے تو وہ آپؑ کے مقام کی تخفیف کرتا ہے۔تو سوال یہ ہے کہ کیا اگر کوئی خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد نبوّت کا دعوای کرے تو اس سے آپؐ کے مقام کی تخفیف ہو جائے گی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کے

بعد مجدّدین اور امّتی نبی آئے مگر آپؐ کے مقام میں کوئی تخفیف نہیں ہوئی بلکہ آپؐ کے فیض میں اضافہ ہوا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ایسے دعوای سے کیونکر تخفیف ہو سکتی ہے۔

الجواب: قارئین کرام! بالکل واضح ہے کہ معترض حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ان فرمودات کو یا تو سمجھ نہیں سکا یا اس نے صرف اپنے اندر کا بغض نکالا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ایسا کرنے والا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کی تخفیف کرتا ہے۔ آپؒ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اس سے آپؑ کے مقام کی تخفیف ہو جاتی ہے۔ تخفیف کرنا اور بات ہے اور تخفیف ہو جانا اور بات ہے۔ اس کی مثال تو ان معترضوں کے اندر ہی موجود ہے کہ یہ لوگ خلیفۃ المسیح اور مقامِ خلافت کی تخفیف کرتے ہیں مگر ان کے ایسا کرنے سے نہ تو خلیفۃ المسیح کی تخفیف ہوتی ہے نہ خلافت کے مقامِ بلند کی۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ ع ''خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے''۔ اسی طرح ایک شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے خلاف دعوائے نبوّت کرتا ہے تو وہ آپؐ کے مقام کی تخفیف کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور جھوٹے دعوای کی وجہ سے خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس سے آپؐ کے مقام کی تخفیف نہیں کر سکتا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر معترض کا یہ اعتراض اس کے اپنے دماغ کا خبط ہے۔ حضورؒ کے فرمودات کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے۔

جہانتک آپؒ کے اس قول کا تعلق ہے، اس کے سیاق کو دیکھیں تو آپؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسبِ ذیل اقتباس کو پیش کر کے آپؑ کی منشاء کو کھول کر پیش فرمایا ہے کہ چونکہ آپؑ مجدّد الفِ آخر یعنی آخری ہزار سال کے مجدّد بھی ہیں۔ اس لئے

آپؑ کی وصیت اور آپؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ سلسلۂ خلافت کے مخالف کوئی مجدد نہیں آسکتا؟ خلافت کے بالمقابل اگر کوئی مجدّد ہونے کا دعوٰی کرتا ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نافرمانی کر کے گویا آپؑ کے بالمقابل کھڑا ہوتا ہے اور آپؑ کے مقام کی تخفیف کا ارتکاب کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ امامِ آخرالزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظلّ کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیحِ موعود کہلاتا ہے وہ مجدّدِ صدی بھی ہے اور مجدّدِ الفِ آخر بھی۔''

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

اسی طرح فرمایا:

''اِنِّی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ الْوِلَایَۃِ کَمَا کَانَ سَیِّدِی الْمُصْطَفٰی عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَ اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ۔ لَا وَلِیَّ بَعْدِی اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّی وَ عَلٰی عَھْدِیْ''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 69، 70)

ترجمہ: میں اسی طرح ولایت کے مقامِ ختم پر فائز ہوں جس طرح میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبوّت کے مقامِ ختم پر فائز تھے۔ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ اب میرے بعد کوئی ولی نہیں بجز اس کے جو میرا ہو اور میرے طریق پر ہو۔

پس جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت اور مجدّدیت کی بیان فرمائی ہے۔اس میں خلافت مقدّم اور حضرت ابوبکرؓ کی طرز پر محکم نظام کے ساتھ جاری ہے اور جہانتک مجدّدیت کا تعلق ہے تو وہ اس خلافتِ حقّہ میں مٹ کر چلتی ہے۔پس مجدّدیت خلافت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔آپؑ نے دونوں کو ایک ساتھ پیش فرمایا ہے۔یہ وہ سچی، حقیقی اور مؤیّد من اللہ تشریح ہے جس پر جماعت احمدیت میں خلافتِ حقہ کی گزشتہ پوری صدی شاہدِ ناطق ہے۔اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے اور یہی احمدیت کے عروج اور اسلام کے غلبہ کی ضامن بھی ہے۔اس کے خلاف اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو وہ آپؑ کے خلاف دعویٰ کرنے کی وجہ سے آپؑ کے مقام کی تخفیف کا مرتکب ہوتا ہے۔

باقی جہانتک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مذکورہ بالا فرمودات کا تعلق ہے، اس کی تشریح آپؒ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔آپؒ فرماتے ہیں:

> ’’پہلے سلسلۂ خلافت کی ایک شاخ تو جو بعد نبی مقبول ﷺ تیرہ خلفاء و مجدّدین پر مشتمل تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہوگئی۔اگلی صدی کے مجدّد کی ہر ایک کو تلاش کرنی چاہیئے۔لیکن ہر آنے والی صدی کے سر پر جو شخص مجدّد کی تلاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو آخری ہزار سال کے مجدّد ہیں۔ناقل) کے علاوہ کوئی ایسا چہرہ دیکھتا ہے جو آپؑ کا خلیفہ نہیں، آپؑ کے ظلّ کا نہیں وہ سچے مجدّد کا چہرہ نہیں دیکھتا۔لیکن پہلے سلسلۂ خلافت کی دوسری شاخ اور وہ بھی خلافت راشدہ کا حصہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اظلال کی شکل میں جاری ہے۔آپؑ فرماتے ہیں تم ایمان کی اور اعمالِ صالحہ کی شرط پوری کرتے رہنا تمہیں قدرتِ ثانیہ کے مظاہر یعنی خلافتِ

راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے۔خدا کرے کہ محض اسی کے فضل سے جماعت عقائدِ صحیحہ اور پختہ ایمان اور طیب اعمال کے اوپر قائم رہے تا کہ اس کا یہ وعدہ قیامت تک جماعت کے حق میں پورا ہوتا رہے۔‘‘

(اختتامی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ 27 اکتوبر 1968ء۔ماہنامہ انصار اللہ فروری 1969ء)

کیسی صاف ستھری، سچّی اور سُچّی بات ہے کہ جس سے خلافت اور مجدّدیت کا ہر وعدہ بھی پورا ہو جاتا ہے اور دونوں میں سے کوئی منصب بھی کالعدم نہیں ہوتا۔مگر تعجب ان معترضوں کی اس ہٹ دھرمی پر ہے کہ مجدّدیت کو خلافت کے ساتھ اکٹھا نہیں دیکھ سکتے ؟ کیونکہ اس سے ان کے باطل اقدام پر موت واقع ہوتی ہے۔بڑی واضح بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر مجدّد، محدّث، مصلح اور مسیح ومہدی وغیرہ منصبوں کے ساتھ نبی بلکہ نبیوں کا مجموعہ ہو سکتے ہیں تو مجدّدیت خلافت کے ساتھ کیوں جمع نہیں ہو سکتی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں تو دنیا کے مذاہبِ عالم کے موعود بھی جمع ہیں۔قرآن و حدیث میں بیان شدہ مختلف موعود بھی آپؑ ہی کی ذات میں جمع ہیں۔یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر واحسرتا! کہ منکرینِ خلافت کی باطل ضد کے مطابق مجدّدیت خلافت میں جمع نہیں ہو سکتی گو اس کے لئے کیسے ہی دلائل کیوں نہ موجود ہوں۔کیسی ہی اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتیں اور مسلسل تائیدیں اس کے شاملِ حال کیوں نہ ہوں۔

صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ بیعتِ خلافت سے نکل کر کسی نام نہاد مجدّد کی بیعت میں داخل ہوا جائے تو قرآن کریم، احادیثِ نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات بتاتی ہیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خلافت قائم ہو اور کوئی اس سے متصادم الگ مجدّد بھی دعویدار ہو۔آپؑ کے بعد خلافت قیامت تک

قائم اور جاری رہے گی۔دوسرا جو روحانی منصب خواہ محدّثیّت کا ہو،مجدّدیت کا یا ولایت کا،اسی میں مل کراوراس میں مٹ کر ہوگا۔اس کی الگ کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بعد جب بعض اکابرین سلسلہ کے دل ٹیڑھے ہوئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی طریق اختیار کیا تھا کہ نبوّت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف ایک پہلو کی تحریرات کو لے کر اپنی خودساختہ تشریح کا لباس پہنا کر پیش کرنا شروع کیا۔جبکہ اسی مسئلہ کے دوسرے پہلو کو کلّیۃً ترک کر دیا۔لہٰذا وہ نہ صرف یہ کہ خلافت کے ذریعہ جاری رہنے والی نبوّت کی برکات سے محروم ہو گئے بلکہ عملاً حضرت حنظلۃ الکاتب رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ وعید کے مظہر بھی بن گئے۔پس ایک مومن کا کام ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تحریرات کو مجموعی نظر سے دیکھ کر ان کا صحیح مفہوم اخذ کرے۔اس سے بھی اہم امر یہ ہے کہ وہ خلیفۃ المسیح کے بیان فرمودہ مفہوم کو تسلیم واطاعت کے جذبہ سے قبول کرے اوراس کی پیروی کرے۔ورنہ ممکن نہیں کہ ٹھوکر سے بچ سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بعد تقدیر کے افق پر آویزاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منادی بھی پڑھتے جائیں۔آپؒ ایسے لوگوں کو جو خلافت سے نکل کر اس سے متصادم مجدّدیت کے پیچھے سرگرداں ہیں،مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدّد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ان کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں اوران کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اورمرتی چلی جائیں،خدا کی

قسم! خلافتِ احمدیہ کے سوا کہیں اور مجدّ دیت کا منہ نہیں دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔‘‘

(ماہنامہ خالد مئی 1994ء صفحہ 4 بحوالہ صد سالہ خلافتِ احمدیہ جوبلی نمبر جماعت احمدیہ جرمنی)

اور اس کے بعد امامِ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی بھی حاصل کرتے جائیں۔ خلافت کے دوبارہ قیام کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’یہ (خلافتِ راشدہ۔ ناقل) جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس (آنحضرت ﷺ کا۔ ناقل) یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، یہ دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرتِ ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دور بھی آپ ﷺ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء)

پس یہ وہ الٰہی تقدیر ہے جو اب قائم ہو کر جاری و ساری ہے جسے مٹانے پر دنیا کی کوئی طاقت قادر نہیں ہے۔ بلکہ جو اس سے ٹکرانے کی جسارت کرے گا، پاش پاش ہو

جائے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی ﷺ نے امام الزّمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانے کے امام کو شناخت نہ کیا، وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

یہ امام الزمان کون ہیں؟ ان کی تعیین کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے.........شریعتِ محمدی میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 262)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دورِ ہزار سالہ میں خلافتِ حقّہ ، خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہے جو اَب تجدید کا ذریعہ ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہا جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

معترض نے لکھا ہے کہ وحدت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ، آنحضرت ﷺ، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

یہانتک تو اس کی بات بالکل درست ہے مگر اس سے آگے بھی تو اس کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد خلافت ہی کو اس وحدت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب خلافت کے خلاف فتنہ پردازیاں شروع ہوئیں اور منافق آپؓ کے قتل کے دَر پے ہوئے تو آپؓ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ:

''اگر تم مجھے قتل کرو گے تو بخدا میرے بعد تم میں اتحاد قائم نہیں ہوگا اور کبھی **متحد اور مجتمع** ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد تم کبھی **متحد** ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے۔''

(تاریخ الطبری ذکر الخبر عن قتل عثمان 35ھ)

پس نبوّت کے بعد اس کی جانشینی میں صرف خلافت ہی ہے جو قوم کی وحدت اور اس کے اتّحاد کی الٰہی ضمانت ہے۔ اب ایک ہی ذریعہ ہے امّت کی شیرازہ بندی کا، یہی وہ سامان ہے جو اللہ تعالیٰ نے مہیّا فرمایا ہے اسلام کے غلبہ کا۔ اس سے باہر اور اس کے مخالف ہر نظام باطل ہے اور مردود ہے۔ پس جو سکیم اور جو پروگرام دربارِ خلافت سے جاری ہوتا ہے وہی عند اللہ مقبول و مبروک ہے۔ جو تشریح اور جو تفسیر دفترِ خلافت سے جاری ہوتی ہے وہی حقیقی، سچی اور قابلِ عمل ہے۔

معترض چونکہ خلافت سے بغض رکھتا ہے اس لئے اسے یہ عرفان نہیں ہو سکتا کہ قرآن کریم، شریعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات، تحریرات اور فرمودات کو سب سے زیادہ سمجھنے والا خلیفہ وقت ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ آخر میں اس معترض کے استفادہ کے لئے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ایک اقتباس پیش ہے جو بڑی توجہ اور نظرِ بصیرت سے پڑھنے والا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''خلیفۂ راشد سایۂ ربّ العلمین ،ہمسایۂ انبیاء مرسلین،سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایۂ ملائکہ مُقرّ بین ہے، (یہ اسجدوا لِاٰدم کی تفسیر ہے کہ اطاعت کے لحاظ سے وہ ملائکہ کا ہم پایہ ہے۔ناقل) دائرۂ امکان کا مرکز، (یعنی اسے قوّتِ تکوینی (کن فیکون کی صفت الٰہیہ) میں ایک دسترس عطا ہوتی ہے۔نیز یہ کہ آئندہ اسلام کے غلبہ کے جو بھی امکانات ہیں ان کا مرکز خلیفۂ راشد ہے۔ناقل) تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب ِعرفان کا افسر ہے۔دفترِ افرادِانسی کا سرّ ہے۔(افرادِانسی کا یہ دفتر کیا ہے؟ یہ انسان کی پیدائش کی غرض وغایت ہے۔یہ وما خلقت الجن والاِنس الّالِیعبُدون کی تفسیر ہے۔اور اسے آیتِ استخلاف میں یعبدوننی میں بیان کیا گیا ہے۔ناقل) اس کا دِل تجلّیٔ رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمتِ وافرہ اور اقبال جلالتِ یزداں کا پرتَو ہے۔اس کی مقبولیّت جمالِ ربّانی کا عکس ہے۔اس کا قہر تیغِ قضا اور مہر عطیات کا منبع ۔(ع اس کے جلو میں رحمت وقہری تجلّیات۔جلوہ کناں ہے اس میں خدائی، یہی تو ہے۔ناقل) اس سے اعراض معارضۂ تقدیر اور اس سے مخالفت،مخالفتِ ربّ ِقدیر ہے۔جو کمال اس کی خدمتگزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے پُر از خلل،اور جو علم اس کی تعظیم وتکریم کے بیان میں نہ لایا گیا،سراسر وہمِ باطل و محال ہے۔جو صاحبِ کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکتِ حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔اہلِ کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔

خلیفۂ راشد نبی حکمی ہے (یعنی اپنے عالی منصب کے اعتبار سے وہ نبی

کے احکام کو نافذ کرتا اور جاری رکھتا ہے اس حکم کے لحاظ سے گویا وہ نبی ہے۔ناقل)۔

گو وہ فی الحقیقت پایۂ رسالت کو نہیں پہنچا لیکن منصبِ خلافت احکامِ انبیاء اللہ کے ساتھ منسوب ہوا۔''

('منصبِ امامت' از حضرت سیّد محمد اسمٰعیل شہید (مترجم) صفحہ 86، 87 مطبوعہ 1949ء ناشر حکیم محمد حسین مومن پورہ لاہور)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام مجدّدالفِ آخر ہیں۔آپؑ کے وقت میں کوئی دوسرا شخص الگ تشخّص میں بطور مجدّد ممکن نہ تھا۔اسی طرح آپؑ کے ہزار سالہ دور میں بھی کوئی دوسرا شخص الگ شخصیت کے ساتھ بطور مجدّد ممکن نہیں ہے۔دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کی فعلی شہادت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیّت کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافتِ حقّہ راشدہ قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کی دوسری قدرت کے طور پر جاری وساری ہے۔اب تا قیامت مجدّدیت والی پیشگوئی کا ظہور اسی خلافت میں مدغم ہو کر جاری رہے گا۔کیونکہ نبوّت کی حقیقی جانشینی خلافت میں ہے اور نبوّت کے بعد منصبِ خلافت کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

خلافت ملّتِ بیضاء کے حق میں حصارِ امن وایمان ویقیں ہے

فالحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

Allegations

Reference: Article on Khilafat and Mujaddidiyyat (May 2013 issue)
http://www.ahmadiyyagazette.ca/articles/521.html
Assalam-o-Alaikum Wa Rahmatullah,

Herein below the undersigned enlists some questions and comments on the above document with the request to please answer and clarify these in your next issue of Ahmadiyya Gazette:

1) It does not make sense why the author chose to build up his views on the basis of some ambiguous sayings of a few scholars prior to Hadhrat Masih-e-Maud (as) whereas he claimed to be the third Khalifa of Hadhrat Masih-e-Maud (as) who has dilated (expounded) upon this subject covering it abundantly in all aspects in his books and sayings.

2) The history of Jamaat and its literature is witness to it that up until 1968 it was the unanimous faith of Jamaat of Hadhrat Masih-e-Maud (as) that Messengers, Prophets and Mujadadeen shall keep on descending in the Jamaat Ahmadiyya (i.e. true Islam) until the day of resurrection. What prompted him to put forward this innovation contrary to the teachings of Hadhrat Masih-e-Maud (as)? Also, third Khalifa's statements in Pakistan National Assembly of 1974 that no Ummati Prophet will come after Hadhrat Masih-e-Maud (as) in the Ummah was in direct contradiction of Hadhrat Masih-e-Maud (as)'s clear statements that Ummati Prophets shall keep on coming in future as well. (Reference: Roohani Khazain, Volume 20, Page 227)

3) Hadhrat Masih-e-Maud (as) has defined that a Khalifa is the substitute of the Prophet who rejuvenates the faith (Reference: Malfoozat, Volume 2, Page 666). The term "Khalifa" means the Rank and the term "Tajdid" describes his function. The effort of the author to unnecessarily confuse the readers is highly deplorable.

4) The author has admitted the claim of Hadhrat Masih-e-Maud (as) that he is the 13th Khalifa of Islam who descended at the turn of 14th Century. So it simply means that in previous 13 centuries there was only one Khalifa in each century and it refutes the innovation

of the author that the Arabic word "Mann" in the hadith of Mujadadeen may mean more than one in a century. Can you provide a reference from the writings of Hadhrat Masih-e-Maud (as) to this effect? Why should an Ahmadi disregard the teachings of Hadhrat Masih-e-Maud (as) the "Hakam" and "Adal" and prefer others over him?

5) Hadhrat Masih-e-Maud (as) has described that the verse "Inna Nah-nu NazZal NazZikra Wa Inna La-hu La Hafizoon" (Al-Hijr Verse 10) is the fundamental verse regarding this subject and the Ayaat-e-Istakhlaf is subservient exposition of the same (Reference: Roohani Khazain, Voume 6, Page 338). The hadith of Mujadadeen is further exposition of both above mentioned verses, but the author has not taken into his account this basic fact in his article.

6) The author has stated that there is no mention of the word "Mujadad" in Holy Quran. But doesn't he know that there is no mention of the words "Masih-e-Maud", "Qudrat-e-Sania" and "Khilafat Ahmadiyya" in the Holy Quran? Then why did he believe that?

7) The author has tried to belittle the rank of Mujadad while Hadhrat Masih-e-Maud (as) says:
a) That in being Messenger of God, the Prophet and the Mohaddas have the same rank (Reference: Roohani Khazain, volume 6, Page 323).
b) The Mujadadin and Roohani Khulafa are needed in the Ummah as there was need of prophets since ever (Reference: Roohani Khazain, Volume 6, Page 340).
Since the Mujadad should necessarily be the recipient of the Holy Spirit (Rooh-ul-Qudas) also comes in the garb of a prophet, therefore signs to recognize him are the same as that of a prophet. Moreover it is incumbent upon a believer to recognize the Mujadad / Imam-uz-Zaman of his century and have faith in him and thus avoid dying in a state of ignorance. Did the author ever announce his claim to be the recipient of the Holy Spirit?

8) The author has based his views about Khilafat Ahmadiyya on the basis of hadith stating Khilafat Rashida will be for 30 years, but Hadhrat Masih-e-Maud (as) has not given much credibility to this hadith as compared to others for the current age (Reference: Roohani Khazain, Volume 6, Page 338). Therefore any reference for the author's approval of it is simply an imputation and "dajjal".

9) The author's assertion that his views are in accordance with the teachings of his predecessor Khulafa is incorrect. First Khalifa states (Reference: Badar, 23 May 1913) that Qudrat-e-Sania means that Mujadadeen will keep on coming in support of Hadhrat

Masih-e-Maud (as). Similarly 2nd Khalifa says the same in Tafseer Kabeer, Volume 9, Page 319.

10) The author further says that it is not necessary that a Mujadad should announce his claim. But we find in the practice of Hadhrat Masih-e-Maud (as) that prior to his receiving the honor of rank of Masih-e-Maud in 1889, earlier he was granted the rank of Mujadad in 1885 and he did publish it (Reference: Roohani Khazain, Volume 2, Page 319). Did he do an unnecessary thing by announcing of his becoming a Mujadad?

11) Further the author says that if someone believes that after Hadhrat Masih-e-Maud (as) any Mujadad should come he belittles Hadhrat Masih-e-Maud (as)'s position. To such thinkers, the question is this that sometime after the Holy Prophet (saw) the Khatam-ul-Anbiyaa (Nabi-e-Akhir-uz-Zamaan), Mujadadeen and Ummati Prophet have advented but his (saw) position has not been belittled; rather his (saw) beneficence increased, then how such occurrence will belittle the rank of Hadhrat Masih-e-Maud (as)?

Unity of Jamaat is much desirable but it cannot be achieved by disobeying Almighty Allah, His Prophet (saw) and Hadhrat Masih-e-Maud's (as) teachings which is what happens when the people start following the whimsical views of any person contrary to it.

Wa Salaam

Nasir Mahmood

25th May 2013